دعا......ایک عظیم سرمایہ

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ

دعا ایک سرمایہ......ایک قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جن انعاماتِ خاصہ سے انسان کو نوازا ہے، ان میں ایک دعا بھی ہے۔ دعا ایمان کا نشان، تعلق الٰہی کی دلیل، مغزِ عبادت، حقیقتِ عبودیت، جانِ بندگی، روحِ فقر اور رونقِ درویشی ہے۔ دعا بندہ ورب کا رابطہِ قویہ، مومن کا اسلحہ، بے تاب روح کی غذا، جانِ حزیں کا اقرار، زخمی دل کا مرہم اور سوختہ سامان عشاق کی نامرادیوں کا مداوا ہے۔ دعا فقراء کا خزانہ، مسکینوں کا توشہ، ناداروں کی ڈھارس، لاچاروں کی تسکین، بے نواؤں کی تسلی، ضعیفوں کی قوت، راہِ حق کے طلب گاروں کی ڈھال اور سالکین طریق کا زادِ راہ ہے۔ دعا کا شغف واشتغال، اس میں الحاح وزاری، تضرع وخشوع اور ابتہال وتبتل، توحید وللّٰہیت اور صفات الٰہیہ پر ایمان کامل اور یقین راسخ کا نتیجہ ہے۔ دعا جامع الاسباب، کلیدِ خیر اور مطلب برآری کی احسن واکمل تدبیر ہے۔ دعا دارین کی حاجات و ضروریات کے حصول کا اقویٰ واجمل سبب ہے۔ دعا درماندہ بندہ کی اپنے رحیم وکریم رب کے دربار میں مناجات، پکار اور عرضداشت ہے، جس کا ہر بول بندہ اور آقا کے تعلق کو قوی سے قوی کرتا ہے۔

ایک فقیرِ بے نوا کا سرمایہ ہی دعا اور قوتِ دعا ہے کہ فقیر اپنی بے مائیگی اور ہیچ در ہیچ ہونے کا یقین رکھتے ہوئے دعا ورضا، تقویٰ وتسلی، عبدیت وعبودیت کے وظیفہ میں اپنی زندگی گزار دیتا ہے۔ محبوبِ ازل کا طالب حقیقی ہر آن قلباً و حالاً اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز اور اس کے ساتھ مناجات ودعا میں مشغول رہتا ہے۔ اسی لئے فخر الفقراء، سید الانبیاء، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر جز وکل دعا ومناجات سے آراستہ ملتا ہے کہ جس قدر حقیقتِ فقر وعبدیت میسر آئے گی، انسان میں تبتل اور التجاء الی اللہ اور احتیاج کی کیفیت بڑھتی جائے گی۔ صحیفہِ اسلامی دعاء کی عظمت وبرکت پر دال اور قصصِ انبیاء اجابتِ دعاء پر ناطق اور اسوۂ نبویہ اور احادیثِ مبارکہ دعاء کے فضائل اور اہمیت پر شاہد ہیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم دخراین﴾ (مؤمن: ٦٠)

''اور کہا پروردگار نے دعا کرو مجھ سے، قبول کروں گا واسطے تمہارے، تحقیق وہ لوگ کہ تکبر کرتے ہیں عبادت میری سے، عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہوکر۔''

دوسری آیت میں ہے: ﴿واذاسألك عبادی عنی فانی قریب...... اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤ منوا بی لعلھم یرشدون﴾ (البقرہ ١٨٦)

''اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (آپ میری طرف سے فرمادیجئے) میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار (دعا) کو قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھ کو پکارتا ہے۔ پس ان کو چاہئے کہ میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں، امید ہے کہ وہ لوگ رشد (فلاح) حاصل کرسکیں گے۔''

﴿ان ربی قریب مجیب﴾ (ھود، آیت ٦١) ''تحقیق میرا پروردگار نزدیک ہے، دعا قبول کرنے والا۔''

پہلی آیت مبارکہ میں دعا کو عبادت کے مترادف قرار دیا ہے۔ حدیث مبارکہ میں بھی ارشاد ہے: ''الدعاء ھوا لعبادۃ'' دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تائید میں محولہ بالا آیت پڑھی۔ (جمع الفوائد، ٢/٦٥، بحوالہ ترمذی)

دوسری مرفوع روایت میں ہے: ''اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز معزز نہیں۔''

جس کے لئے دعا کے دروازے کھلے گئے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے۔ دعا نازل شدہ (مصائب) میں اور جو ابھی نازل نہ ہوئے ہوں، سب میں فائدہ دیتی ہے۔ قضا کو صرف دعا ہٹادیتی ہے۔ پس دعا کو لازم پکڑو۔'' (جمع الفوائد: ٢/٢١٥، بحوالہ ترمذی)

شیخ الکل حضرت تھانوی قدس سرہ دعا کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کو ہر قسم کے صلاح وفلاح کی ضرورت نہ ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دارین کی صلاح وفلاح کے واسطے اسباب متکثرہ ابوابِ متعددہ موضوع فرمادیئے کہ اہل حاجت اس سے مدد لیں اور عقبات ومہالک سے نجات پائیں۔ ان اسبابِ مذکورہ میں بجز دعا کے جتنے اسباب ہیں، ان کے مسببات خاص خاص امور ہیں، چنانچہ اسبابِ طبعیہ کا (مثل زراعت، تجارت وطبابت کے) مقصود بالذات فلاح دنیوی ٹھہرایا گیا ہے، اگرچہ وہ ضمناً نافع دین بھی ہوں۔ مگر صرف دعا ایک ایسی چیز ہے کہ فلاحِ دین وفلاح دنیا دونوں کے لئے بالمساوات ایک ایک مرتبہ میں مشروع وموضوع ہے، جس سے بوجہ اس جامعیت کے اس کی وقعت وعظمت ظاہر وباہر ہے۔ اس لئے قرآن مجید وحدیث مبارکہ میں نہایت درجہ اس کی ترغیب وفضیلت اور تاکید جابجا وارد ہے۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا

تمام تر تدبیروں اور احتیاطوں سے بڑھ کر مفید ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل مصیبت بھی دعا کرتا رہے۔ اس کی برکت سے مصیبت نہیں آتی اور یہ بھی شکل ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی بلا ٹل جاتی ہے۔ پس دعا کر کے خواہ اس کا قبول ہونا، معلوم ہو یا نہ ہو، بدگمان ہونا چاہئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرمالیا کریں، اس کو چاہئے کہ خوشی عیشی کے وقت کثرت سے دعا مانگا کرے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ بلا مصیبت کے دعا مانگنے کا اثر مصیبت کے وقت دعا مانگنے میں ہوتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ: ''دعا میں ہمت نہ ہارو کیونکہ دعا کرتے ہوئے کچھ ضائع نہیں ہوتا۔'' اور ارشاد فرمایا کہ: ''دعا مسلمان کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مصیبت زدہ قوم پر گزر اہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے عافیت کیوں نہیں مانگتے۔'' اور فرمایا کہ ''کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دعا میں اڑ جائے اور پھر اس کو عطا نہ ہو۔ خواہ سر دست اس کو دے دیں یا آئندہ کے لئے جمع کر دیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ دعا قبول تو ضرور ہوتی ہے مگر صورتیں اس کی مختلف ہیں، کبھی وہ چیز مل جاتی ہے اور کبھی اس کے لئے جمع ہو جاتی ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کبھی اس کی برکت سے بلا ٹل جاتی ہے، غرض اس دربار میں ہاتھ پسارنے سے کچھ نہ کچھ مل کر رہتا ہے، لیکن باوجود اس کے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگوں کو عوام تو کیا بہت سے خواص کو بھی اس سے محض بے رغبتی و بے توجہی ہے، حتیٰ کہ جو معمولی اوقات دعا کے ہیں، جیسے نمازِ پنجگانہ، ان میں بجز آموختہ سا پڑھ لینے کے اصلاً الحاح یا دلچسپی کا اثر تک نہیں پایا جاتا اور یہ سمجھ کر دعا کرنے کا تو ذکر ہی کیا کہ یہ عرضداشت اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں پیش کرنی ہے۔ اور بار بار التجا کرنا اپنی مطلب برآری کا قوی ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور تکرارِ عرض و معروض سے روزانہ امیدیں ابھرتی اور تازہ ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بڑی مصیبت پڑتی ہے اور ہاتھ پاؤں مارنے سے کام نہیں چلتا تب بہ مجبوری کسی ایک آدھ کو شاذ ونادر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہوتی ہے، وہ بھی دعا کے ساتھ نہیں بلکہ بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کوئی وظیفہ، عمل عزیمت شروع کر دیا، خواہ شرع کے موافق ہو یا مخالف اور اگر کسی نے بڑی احتیاط کی اور موافقتِ شرع کا بھی لحاظ کر لیا تب بھی ان اعمال میں وہ برکت کہاں جو اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ دعاؤں میں ہے۔

☆......☆......☆